اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ:125)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

کامیاب انسان:۔

اللہ جل شانہ نے انسان کو اس دنیا میں اپنی بندگی کے لئے بھیجا ہے۔ یہ انسان یہاں چند روز کا مہمان ہے اپنی مہلت اور مدت مکمل ہونے کے بعد اگلے سفر پر روانہ ہوگا۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جو یاد الٰہی میں اپنا وقت گزارے، جو اللہ رب العزت کی رضا جوئی کے لئے ہر لمحہ بے قرار رہے، جس کا ہر عمل سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو، جس کا ہر کام شریعت مطہرہ کے مطابق ہو، ایسا انسان دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی کامیاب فَقَدْ فَازَفَوْزًا عَظِیْمًا (الاحزاب:71) اس پر صادق آتا ہے۔

فضیلت شعبان:۔

شعبان کا مہینہ بڑا بابرکت مہینہ ہے اس لئے کہ یہ رمضان کا مقدمہ ہے۔ اس کی پندرہ تاریخ کی رات کو شب برأت کہتے ہیں وہ اللہ رب العزت کے ہاں نہایت فضیلت رکھنے والی رات ہے جس میں انسانوں کے اعمال اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ آئندہ سال جتنے لوگوں نے فوت ہونا ہو ان کی فہرستیں ملک الموت کے حوالے کی جاتی ہیں۔ جن لوگوں نے زندہ رہنا ہو ان کے لئے رزق کے فیصلے کئے جاتے ہیں یہ رات احادیث شریفہ کے مطابق بہت مبارک رات ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ جیسے سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی سفیدی نمودار ہونا شروع ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتی رہتی ہے حتی کہ پورا سورج نکلنے سے تھوڑی

دیر پہلے ایسی ہی ہوتی ہے جیسے سورج نکل آیا ہو۔اسی طرح رمضان المبارک کی برکات پندرہ شعبان کی رات سے شروع ہو جاتی ہیں ان میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ رمضان المبارک سے دو چار دن پہلے یہ انوارات ایسے ہی ہوتے ہیں۔گویا کہ رمضان المبارک ہی کے انوارات ہوں پھر جب رمضان المبارک کی پہلی تاریخ آتی ہے تو انوارات کا یہ سورج اپنے رخ تاباں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور ایمان والوں کے دلوں کو منور کرتا ہے اسی لئے شعبان میں رسول اللہ ﷺ بہت کثرت کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔یعنی کئی دن تک روزے رکھتے جنہیں فقہائے کرام نے ''صوم وصال'' کا نام دیا ہے۔

رمضان المبارک میں معمولات نبوی ﷺ :۔

صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو ہم رسول اللہ ﷺ کے اعمال میں تین باتوں کا اضافہ محسوس کرتے۔

پہلی بات......آپ ﷺ عبادت میں بہت زیادہ کوشش اور جستجو فرمایا کرتے تھے، حالانکہ آپ کے عام دنوں کی عبادت بھی ایسی تھی کہ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ (صحیح بخاری ص ۰ ۸۳ ا ح ۴۵۵۶)

یعنی آپ ﷺ کے قدم مبارک متورم (سوج) ہو جایا کرتے تھے تاہم رمضان المبارک میں آپ کی یہ عبادت پہلے سے بھی زیادہ ہو جایا کرتی تھی۔

دوسری بات......آپ اللہ رب العزت کے راستے میں خوب خرچ فرماتے تھے۔اپنے ہاتھوں کو بہت کھول دیتے تھے۔یعنی بہت کھلے دل کے ساتھ صدقہ وخیرات فرمایا کرتے تھے۔

تیسری بات......آپ ﷺ مناجات میں بہت ہی زیادہ گریہ وزاری فرمایا کرتے تھے۔

ان تین باتوں میں رمضان المبارک کے اندر تبدیلی معلوم ہوا کرتی تھی۔عبادت کے اندر جستجو زیادہ کرنا،

اللہ رب العزت کے راستے میں زیادہ خرچ کرنا اور دعاؤں کے اندر گریہ وزاری زیادہ کرنا۔

ہم رمضان المبارک میں ان اعمال کا خصوصی اہتمام کریں، عبادت کے ذریعے اپنے جسم کو تھکائیں۔ ہمارے جسم دنیا کے کام کاج کے لئے روز تھکتے ہیں زندگی میں کوئی ایسا وقت بھی آئے کہ یہ اللہ کی عبادت کے لئے تھک جایا کریں، کوئی ایسا وقت آئے کہ ہماری آنکھیں نیند کو ترس جائیں اور ہم اپنے آپ کو سمجھائیں کہ اگر تم اللہ کی رضا کے لئے جاگو گے تو قیامت کے دن اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوگا۔ یہ آنکھیں آج جاگیں گی تو کل قبر کے اندر میٹھی نیند سوئیں گی۔

موت کے بعد ہے بیدار دلوں کو آرام　نیند بھر کر وہی سویا جو کہ جاگا ہوگا

تو یہ جاگنے کا مہینہ آرہا ہے۔ ہم اپنے آرام میں کمی پیدا کرلیں۔ یوں سمجھیں کہ یہ مشقت اٹھانے کا مہینہ ہے۔

نیکیوں کا سیزن:۔

دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ تجارت کرتے ہیں انکے کاروباری سیزن آیا کرتے ہیں۔ جس شخص کا سیزن آجائے وہ اپنی محنت بہت زیادہ کردیتا ہے۔ وہ اپنی دیگر مصروفیات ترک کردیتا ہے، وہ دوسروں سے معذرت کرلیتا ہے کہ میرا سیزن ہے اسلئے میں زیادہ وقت فارغ نہیں کرسکتا۔ بلکہ وہ انسان اپنے کھانے پینے کی پرواہ نہیں کرتا، رات کو اسے سونے کی فکر نہیں ہوتی۔ اسکو ہر وقت یہ غم ہوتا ہے کہ میں کس طرح اس سیزن کو کمالوں، سیزن سے جتنا نفع اٹھا سکتا ہوں میں اٹھالوں تاکہ مجھے زیادہ فائدہ ہو۔ وہ سوچتا ہے کہ یہ تھوڑے دن کی مشقت ہے اسکے بعد پھر آرام کرلیں گے۔ اسی طرح رمضان المبارک نیکیاں کمانے کا سیزن ہے جو لوگ اپنے گناہوں کو معاف کروانا چاہتے ہیں، اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں، اللہ جل شانہ کی معیت کے حصول کے لئے بیقرار رہنے والے ہیں، ان کے لئے یہ

مہینہ ایک سیزن کی مانند ہے۔انہیں چاہیے کہ جب وہ روزہ رکھیں تو انکا روزہ محض کھانے پینے سے رکنے تک محدود نہ ہو بلکہ روزہ دار کی آنکھیں بھی روزہ دار ہوں، زبان بھی روزہ دار ہو، کان بھی روزہ دار ہوں ،شرمگاہ بھی روزہ دار ہو، دل ودماغ بھی روزہ دار ہوں ۔جب اس طرح ہم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک روزہ دار بن جائیں گے تو افطار کے وقت جب دامن پھیلائیں گے اللہ رب العزت ہماری دعاؤں کو قبول فرمائیں گے۔

جنت کی آرائش:۔

رمضان المبارک کا مہینہ عجیب برکات کے نزول کا مہینہ ہے۔یوں لگتا ہے کہ برکات کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ رمضان المبارک کے آنے سے پہلے جنت کو خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے۔جنت کو ایمان والوں کے لئے سجایا جاتا ہے اور جب پہلی رمضان کا وقت ہوتا ہے تو اللہ رب العزت جنت کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں،فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ آج کے دن جنت کے دروازے ایمان والوں کے لئے کھول دیئے جائیں۔گویا ایمان والوں کے لئے جنت اس طرح سجائی جاتی ہے جیسے دولہا کی خاطر دولہن سجاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا انتظار رمضان:۔

حدیث مبارک میں آتا ہے کہ حضور ﷺ دعائیں مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! شعبان میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔یعنی رمضان تک پہنچنے کے لئے اللہ جل شانہ کے پیارے حبیب ﷺ دعائیں مانگا کرتے تھے۔اللہ اکبر۔

روزہ دار کی فضیلت:۔

اس مہینے کی برکات اتنی زیادہ ہیں کہ جب کوئی آدمی روزہ رکھتا ہے تو اس روزہ دار کی بخشش کے لئے

ہواؤں میں پرندے، بلوں میں چیونٹیاں اور پانی میں مچھلیاں دعائیں کیا کرتی ہیں اور جب روزہ دار آدمی دعائیں کرتا ہے تو اللہ کے فرشتے اس کی دعاؤں پر لبیک اور آمین کہا کرتے ہیں۔ اتنا بابرکت مہینہ ہے کہ اس کے ایک ایک لمحہ کی برکت پانے والے ولی بنتے ہیں اور ابدال بنا کرتے ہیں۔ اگر ہم ان برکات سے فائدہ اٹھا سکیں تو ہمیں بھی اللہ جل شانہ کی معرفت نصیب ہو جائے۔

سنہری موقع (Golden Chance):۔

رمضان المبارک ایمان والوں کے لئے بہار کا مہینہ ہوتا ہے......جس طرح بہار کے مہینے میں ہر طرف خوشبو ہوا کرتی ہے، درخت ہرے بھرے ہوتے ہیں، پھول کھلے ہوئے ہوتے ہیں، باغوں میں جائیں تو فضا مہکی مہکی ہوتی ہے کیوں؟......ہر بندہ کہے گا جی بہار کا مہینہ ہے۔ ہر طرف سبزہ دکھائی دے گا، ہر طرف خوشبوئیں ہوں گی، فضا خوشبوؤں سے بھری ہوئی اور لدی ہوئی ہوگی اسلئے کہ وہ بہار کا مہینہ ہوتا ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک اللہ جل شانہ کی رحمت کا مہینہ ہے۔ اس کی صبح میں رحمت، اس کی شام میں رحمت، اس کے تہجد کے اوقات میں رحمت......جو انسان اپنے گناہوں کو بخشوانا چاہے اور اللہ رب العزت کو راضی کرنا چاہے اس کے لئے یہ سنہری موقع ہے۔ شاید گولڈن چانس (Golden Chance) یا سنہری موقع کا لفظ اسی مقصد کیلئے بنایا گیا ہو کیونکہ یہ لفظ اس موقع پر بالکل فٹ آتا ہے۔

سلف صالحین کے واقعات:۔

سلف صالحین اس مہینہ کی برکات سے کیسے فیض یاب ہوتے تھے اس کی چند مثالیں عرض کی جاتی ہیں۔ تاکہ ہمیں بھی اندازہ ہو جائے کہ ہمارے اسلاف یہ مہینہ کیسے گزارتے تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا معمول:۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تریسٹھ مرتبہ قرآن پاک کی

تلاوت کیا کرتے تھے۔ایک قرآن پاک دن میں پڑھتے تھے۔ایک قرآن پاک رات میں پڑھتے تھے اورتین قرآن پاک تراویح میں سنا کرتے تھے......رمضان المبارک میں تریسٹھ قرآن پاک......ساٹھ قرآن پاک دن اوررات میں اورتین قرآن تراویح کی نماز میں......اللہ اکبر!

حضرت رائے پوریؒ کا معمول:۔

حضرت رائے پوریؒ کے معمولات میں لکھا ہے ۔ جب ۲۹ شعبان کا دن ہوتا تھا تو اپنے مریدین ومتوسلین کوجمع فرمالیتے اورسب کومل لیتے اورفرماتے کہ بھئی!اگرزندگی رہی تواب رمضان المبارک کے بعد ملاقات ہوگی اوراپنے ایک خادم کو بلاتے اوراسے ایک بوری دے دیتے اورفرماتے کہ رمضان المبارک میں جتنے خطوط آئیں وہ سب اس بوری میں ڈال دینا۔زندگی رہی تو رمضان المبارک کے بعد ان کوکھول کر پڑھیں گے رمضان المبارک میں ڈاک نہیں دیکھا کرتے تھے،فرماتے تھے کہ یہ مہینہ بس میں نے اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے۔اگرزندگی رہی تواس کے بعد پھردوستوں سے ملاقات ہوگی۔آپ کے ہاں پورارمضان المبارک اعتکاف کی حالت میں گزارنے کا معمول تھا،۲۹ شعبان کے دن جوشخص آپ کی مسجد میں بستر لے جاتا اس کومسجد میں بستر لگانے کی جگہ نہیں ملا کرتی تھی۔ دوردراز سے لوگ رمضان المبارک کا مہینہ وہاں گزارنے کے لئے آتے تھے اور پورارمضان المبارک عبادت اور یادالٰہی میں گزاردیا کرتے تھے۔

حضرت مجددالف ثانیؒ کا فرمان:۔

امام ربانی مجددالف ثانیؒ جو ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سَرخیل امام ہیں وہ اپنے مکتوبات میں رمضان المبارک کی بڑی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔فرماتے ہیں،کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں اتنی برکات کانزول ہوتا ہے کہ بقیہ پورے سال کی برکتوں کورمضان المبارک کی برکتوں کے ساتھ وہ نسبت

بھی نہیں جو قطرے کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اسی لئے اللہ جل شانہ نے اپنا قرآن اسی مہینے میں نازل فرمایا بلکہ جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل ہوئیں سب کی سب رمضان المبارک میں نازل کی گئیں۔ کوئی چار رمضان المبارک کو، کوئی ستائیس رمضان المبارک کو، اللہ اکبر۔ اس مہینے کو اللہ کے کلام سے بہت زیادہ مناسبت ہے لہٰذا اس مہینہ میں قرآن پاک کی تلاوت خوب کرنی چاہیے۔

اجر و ثواب میں اضافہ:۔

رمضان المبارک میں روزہ دار کی عبادت کے اجر کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ اگر نفل کام کرے گا تو فرض کے برابر اجر دیا جائے گا اور اگر ایک فرض پورا کرے گا تو ستر فرضوں کے برابر اس کو اجر عطا فرمایا جائے گا۔

تین عشروں کی فضیلت:۔

یہ برکات کا مہینہ ہے، اللہ جل شانہ کی رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے حدیث پاک میں فرمایا گیا اَوَّلُـــــهٗ رَحْمَةٌ اس کے پہلے دس دن رحمت کے لئے ہیں اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ درمیان کے دس دن مغفرت کے ہیں وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ (الجامع الکبیر ص ۲۶۸۲۲ ح ۲۴۲۷۷) اور آخر کے دس دن آگ سے آزادی کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے:۔

مدینہ طیبہ کے قریب ایک قبیلہ بنی کلب نامی رہتا تھا جو بھیڑ بکریاں پالنے میں بڑا مشہور تھا۔ اس قبیلے کے ایک گھر والوں کے پاس کئی کئی سو ہزار بھیڑیں بکریاں ہوتی تھیں، حدیث پاک کا مفہوم ہے رسول اللہ ﷺ نے اس قبیلے کا نام لے کر کہا کہ رمضان المبارک کی ایک رات میں اللہ جل شانہ اس قبیلے کی بھیڑیں اور بکریوں کے بالوں کے برابر جہنمی جہنم سے بری فرما دیتے ہیں اللہ اکبر۔ یوں معلوم ہوتا ہے

کہ اللہ جل شانہ کی رحمت اپنے بندوں کے گناہوں کو بخشنے کیلئے اس وقت بہانے ڈھونڈ رہی ہوتی ہے۔

رحمت حق بَہانَہ مِی جُوید

''بہا'' فارسی زبان کا لفظ ہے اس کا مطلب ہے ''قیمت'' پنجابی میں ہم اس ''بھا'' کہہ دیتے ہیں اردو میں ''بھاؤ'' کہتے ہیں کہ فلاں چیز کا بھاؤ کیا ہے۔ فارسی میں یہ لفظ ''بہا'' ہے بیش بہا یعنی بیش قیمت۔ فرمایا۔

''رحمت حق ''بہا'' نہ می جوید''

یعنی اللہ کی رحمت قیمت نہیں مانگتی۔

''رحمت حق ''بَہانَہ'' می جوید''

بلکہ اللہ کی رحمت تو بہانہ مانگی ہے۔

عبادت میں رکاوٹ:۔

خالق ارض وسماء رمضان المبارک کے مہینہ میں اپنے بندوں کے لئے مغفرتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ بڑے بڑے شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ پھر بھی انسان عبادت نہ کرے تو رکاوٹ کونسی چیز بنی؟ انسان کا اپنا نفس بنا۔ اپنے نفس کو سمجھائیں بہت عرصہ غفلت میں گزار بیٹھے، اس مہینے کو کمانے کی ضرورت ہے۔

بزرگی کا معیار:۔

سلف صالحین کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ جب وہ کسی کی بزرگی کا تذکرہ کرتے تو یوں کہتے کہ فلاں آدمی تو بہت بزرگ آدمی ہے اور دلیل یہ دیتے تھے کہ اس نے تو اپنی زندگی کے اتنے رمضان گزارے ہیں۔ ان کے نزدیک بزرگی کا یہ پیمانہ تھا بزرگی اور ترقی درجات کا اندازہ لگانے کا یہ معیار تھا کہ فلاں

انسان زندگی کے اتنے رمضان المبارک گزار چکا اب اس کے درجے کو تو ہم نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ اکبر۔

جنت کی سیل (SALE):۔

بازاروں میں بعض چیزوں کی سیل لگتی ہے، پاکستان میں بھی سیل لگنے کا رواج بڑھ رہا ہے کہ فلاں جگہ جوتوں کی سیل لگ گئی ہے۔ جب سیل لگ جاتی ہے تو بیش قیمت جوتے سستے داموں مل جایا کرتے ہیں کیوں؟ جی سیل جو لگ گئی۔ ایک عام دستور ہے کہ جب کسی چیز کی سیل لگ جائے تو بیش قیمت چیز کم داموں پر مل جایا کرتی ہے۔ قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ رمضان المبارک میں جنت کی سیل لگا دیتے ہیں تو پھر انسان کیوں نہ حاصل کرے۔ حالانکہ اللہ رب العزت خود فرماتے ہیں وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِالسَّلَامِ (یونس:25) اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ تو ہم کیوں نہ اس سے اس کی رحمتوں کو مانگیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ اے اللہ ہم آپ سے جنت مانگتے ہیں اور جہنم سے پناہ چاہتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد زکریاؒ کا معمول:۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اپنے بارے میں فرماتے تھے ”میں اکابرین ہی کے نقش قدم پر رمضان المبارک یکسوئی کے ساتھ عبادت میں گزارا کرتا تھا۔ میرا معمول تھا کہ میں سارا دن قرآن پاک کی تلاوت میں لگا رہتا۔ کچھ وقت نوافل وغیرہ میں گزرتا۔ میرا ایک دوست جو کسی دوسرے محلے میں رہتا تھا وہ رمضان المبارک میں ملنے آیا۔ اسے میرے معمولات کا اندازہ نہیں تھا اس نے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا پھر اپنے کمرے میں آ کر تلاوت شروع کر دی۔ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے کمرے میں آ گیا، وہ انتظار میں بیٹھا رہا میں تلاوت کرتا رہا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ عصر کی اذان ہوئی تو میں پھر

نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ ہم دونوں نے آ کر نماز پڑھی، نماز کے بعد فارغ ہوتے ہی میں سیدھا اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا اور تلاوت شروع کر دی۔ وہ پھر کمرے میں آیا (وہ دوست تھا بچپن کا، بڑا بے تکلف دوست تھا) اس نے کمرے میں آ کر دیکھا تو میں پھر تلاوت شروع کر بیٹھا تھا وہ تھوڑی دیر انتظار کرتا رہا پھر کہنے لگا ''بھئی! رمضان المبارک تو ہمارے پاس بھی آوے مگر یوں بخار کی طرح نہیں آوے''

یعنی اس کا اندازہ تھا کہ ان پر تو رمضان یوں آتا ہے جیسے کسی کو بخار چڑھ جاتا ہے اور فرماتے تھے کہ واقعی مجھے پورا مہینہ جذبہ رہتا تھا۔ اللہ اکبر۔

حضرت شیخ الہندؒ کا معمول:۔

حضرت شیخ الہندؒ مولانا محمود حسنؒ کی نماز تراویح اس وقت ختم ہوتی جب سحری کا وقت ہو جاتا تھا، چنانچہ تراویح ختم کرتے ہی سحری کھاتے اور ساتھ ہی فجر کی نماز کے لئے تیار ہو جاتے تھے، ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔ ایک مرتبہ کئی دن مسلسل مجاہدے میں گزر گئے تو گھر کی مستورات نے محسوس کیا کہ حضرتؒ کی طبیعت میں نقاہت اور کمزوری ہے ایسا نہ ہو کہ طبیعت زیادہ خراب ہو جائے تو انہوں نے منت سماجت کی کہ حضرت! آپ درمیان میں ایک رات وقفہ کر لیں طبیعت کو کچھ آرام مل جائیگا پھر دس پندرہ دن گزر جائیں گے۔ لیکن حضرت فرمانے لگے کہ معلوم نہیں کہ آئندہ رمضان کون دیکھے گا اور کون نہیں دیکھے گا گھر کی مستورات نے کسی بچے کے ذریعے قاری کو پیغام بھجوایا کہ ''قاری صاحب! آپ کسی رات بہانہ کر دیں کہ میں تھکا ہوا ہوں، آرام کرنے کو جی چاہتا ہے'' (حضرتؒ کی عادت شریفہ تھی کہ دوسروں کے عذر بڑی جلدی قبول کر لیا کرتے تھے) قاری صاحب نے کہا بہت اچھا۔ وہ میرے شیخ و مرشد ہیں، ان پر اسوقت کمزوری اور ضعف غالب ہے تو چلو آج کی رات ذرا آرام میں گزرے گی۔ قاری صاحب تراویح پڑھانے کے لئے آئے تو کہنے لگے کہ حضرت! آج میری طبیعت بہت تھکی ہوئی

ہے اس لئے آج میں زیادہ تلاوت نہیں کرسکوں گا۔ حضرتؒ نے فرمایا ہاں بہت اچھا، آپ بالکل تھوڑی سی تلاوت کریں۔ قاری صاحب نے ایک دو پارے سنا کر اپنی تراویح مکمل کردی تو حضرتؒ نے فرمایا: قاری صاحب! آپ تھکے ہوئے ہیں اب آپ گھر نہ جائیے بلکہ یہی میرے بستر پر سو جائیں۔ قاری صاحب کو مجبوراً تعمیل کرنا پڑی۔ حضرت کے بستر پر لیٹ گئے حضرت نے فرمایا قاری صاحب! آپ بالکل آرام کریں اور سو جائیں۔ پھر لائٹ بجھا دی اور کواڑ بند کر دیئے، قاری صاحب فرماتے ہیں کہ جب تھوڑی دیر کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ کوئی بندہ میرے پاؤں دبا رہا ہے مٹھی چاپی کر رہا ہے۔ میں حیران ہو کر اٹھ بیٹھا جب قریب ہو کر دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میرے پیرو مرشد حضرت شیخ الہندؒ اندھیرے میں بیٹھے میرے پاؤں دبا رہے ہیں۔ میں نے کہا، حضرت! آپ نے یہ کیا کیا؟ فرمانے لگے کہ قاری صاحب! آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ میں تھکا ہوا ہوں تو میں نے سوچا کہ چلو میں آپکے پاؤں دبا دیتا ہوں آپ کو کچھ آرام مل جائیگا۔ قاری صاحب کہنے لگے حضرت! اگر آپ نے رات جاگ کر ہی گزارنی ہے تو چلیں میں قرآن سناتا ہوں آپ قرآن ہی سنتے رہیں رات یوں بسر ہو جائیگی۔ چنانچہ قاری صاحب پھر مصلے پر آ گئے انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت نے قرآن سننا شروع کر دیا...... اللہ اکبر!

اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ:۔

سلف صالحین اللہ جل شانہ کو راضی کرنے کے لئے یوں عبادت کیا کرتے تھے۔ جیسے کوئی کسی روٹھے ہوئے کو مناتا ہے۔ سبحان اللہ! روٹھے ہوئے رب کو مناتے تھے۔ اگر کوئی غلام بھاگ جائے اور پھر پکڑا جائے تو وہ اپنے مالک کے سامنے آتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ وہ اپنے مالک کے سامنے آ کر ہاتھ جوڑ دیتا ہے اپنے مالک کے پاؤں پکڑ لیتا ہے اور کہتا ہے میرے مالک آپ درگزر کر دیں آئندہ میں احتیاط کروں

گا۔ میرے دوستو! رمضان المبارک میں ہم اللہ رب العزت کے سامنے اسی طرح اپنے ہاتھ جوڑ دیں، سربسجود ہو جائیں اور عرض کریں کہ اے اللہ ہم نادم ہیں، شرمندہ ہیں، جو کوتاہیاں اب تک کر بیٹھے ہیں ان کو تو معاف کر دے۔ آئندہ زندگی ہم تقویٰ اور پرہیز گاری کے ساتھ گزارنے کی کوشش کریں گے۔

آرام وسکون:۔

اہل دل حضرات اس مہینہ میں آرام کو خیر باد کہہ دیا کرتے تھے۔ ہم بھی رمضان المبارک میں آرام کو خیر باد کہہ دیں۔ ہم سوچیں کہ سال کے گیارہ مہینے اگر ہم اپنی مرضی سے سوتے جاگتے ہیں تو ایک مہینہ ایسا بھی ہو جس میں ہم بہت کم سوئیں۔ اچھی بات ہے اگر آنکھیں نیند کو ترستی رہیں، اچھی بات ہے اگر جسم کو تھکا دیں، ہاں، کل قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور یہ عرض کر سکیں گے کہ یا اللہ! زندگی کا ایک مہینہ تو ایسا گزرا تھا کہ آنکھیں نیند کو ترستی تھیں جسم آرام کو ترستا تھا۔

ہماری تن آسانی:۔

ہمارے لئے ایک قرآن پاک تراویح میں سننا مشکل ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی فلاں مسجد میں جانا ہے کیوں؟ جی وہاں ۳۰ منٹ میں تراویح ہو جاتی ہیں، فلاں جگہ ۲۵ منٹ میں ہو جاتی ہیں، ہم مسجدیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ کہاں ہم پانچ منٹ پہلے فارغ ہو سکتے ہیں ہماری تن آسانی کا یہ حال ہے۔

مستورات کا قرآن سے لگاؤ:۔

حضرت شیخ الہندؒ کے ہاں مستورات بھی تراویح میں قرآن پاک سنا کرتی تھیں، آپ کے صاحبزادے قرآن پاک سناتے تھے اور پردے کے پیچھے گھر کی مستورات اور بعض دوسری عورتیں جماعت میں شریک ہو جایا کرتی تھیں۔ ایک دن حضرت کے صاحبزادے بیمار ہو گئے تو حضرت نے کسی اور قاری صاحب کو بھیج دیا۔ قاری صاحب نے تراویح میں چار پارے پڑھے۔ جب سحری کے وقت حضرت گھر

تشریف لے گئے تو گھر کی عورتیں بڑی ناراض ہوئیں۔ کہنے لگیں۔ حضرت! آج آپ نے کس قاری صاحب کو بھیج دیا۔ اس نے تو بس ہماری تراویح خراب کر دی۔ پوچھا کیوں کیا ہوا؟ کہنے لگیں پتہ نہیں اس کو کیا جلدی تھی بس اس نے چار پارے پڑھے اور بھاگ گئے، پھر پتہ چلا کہ یہ عورتیں رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں سات قرآن پاک سنا کرتی تھیں۔ جی ہاں، کئی خانقاہوں پر تین قرآن پاک تراویح میں پڑھنے کا معمول رہا ہے، کئی خانقاہوں پر پورا رمضان المبارک اعتکاف کرنے کا معمول رہا ہے، ہمارے سلف صالحین یوں مجاہدہ کیا کرتے تھے یہ رمضان المبارک کمانے کا مہینہ ہے اپنے جسم کو تھکانے کا مہینہ ہے۔

محنت کرنے کا مہینہ:۔

میرے دوستو! بقیہ سال تہجد میں جاگنا ہم جیسے کمزور لوگوں کیلئے تو مشکل ہوتا ہے، چلو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کے لئے جاگ ہی جاتے ہیں تو پھر اس میں چند رکعت نفل بھی پڑھ لیا کریں۔ دن کے اوقات میں ہم قرآن پاک کی تلاوت میں وقت گزار دیا کریں۔ ایک مہینہ غیبت چھوڑ دیں، لایعنی چھوڑ دیں، دوستوں کے ساتھ ایک ایک دو دو گھنٹے کی ملاقاتیں چھوڑ دیں، ہم سب سے اجنبی بن جائیں۔ ہم کہیں کہ یہ مہینہ تو اپنی ذات کیلئے محنت کرنے کا مہینہ ہے، کمانے کا مہینہ اس کو کما لیں جتنا کما سکتے ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ کی بددعا:۔

حدیث پاک میں آتا ہے حضرت جبرئیلؑ نے آ کر حضور ﷺ کے سامنے بددعا کی کہ اے اللہ کے نبی! ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی، میرے آقا ﷺ نے اس پر آمین کی مہر لگا دی۔ اوّل تو ایک مقرب فرشتے کی بددعا ہی کافی تھی۔ لیکن میرے آقا ﷺ نے مہر لگا کر اس کی تاکید میں اضافہ کر دیا کہ جو آدمی رمضان کا مہینہ پائے اور مغفرت نہ کروائے تو اس کے

ہلاک ہونے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔

ہماری سستی کا حل:۔

سلف صالحین جب قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے بڑے بڑے اعمال پیش کریں گے، کوئی چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں پیش کرے گا، کوئی زندگی کی اتنی عبادت پیش کرے گا، اس وقت ہمیں ندامت ہوگی۔ کاش ہمارے عمل اس قابل ہوں کہ ہم اس وقت اللہ رب العزت کے سامنے رمضان المبارک کے روزے، اس کی تلاوت اور اس کی عبادت پیش کرسکیں اور کہیں کہ یا اللہ ہم کمزور تھے گیارہ ماہ سستی کا شکار رہے کچھ نہ کرسکے۔ ایک مہینہ ایسا تھا کہ جس میں ہم نے تیری رضا کے لئے کوشش کی تو اسے قبول کرلے۔

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

حضرت یوسفؑ سے بوڑھی عورت کی محبت کا واقعہ:۔

حضرت یوسفؑ کی خریداری کے لئے ایک بوڑھی عورت "دھاگے کی اٹی" لے کر چل پڑی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ اماں تم کہاں جا رہی ہو؟ کہنے لگی، یوسفؑ کو خریدنے جا رہی ہوں۔ اس نے کہا، اماں! ان کو خریدنے کے لئے تو بڑے بڑے امیر آئے ہوئے ہیں، وقت کے بڑے بڑے نواب آئے ہوئے ہیں، امراء آئے ہوئے ہیں، تو یوسفؑ کو کیسے خرید سکے گی۔ کہنے لگی کہ میرا دل بھی جانتا ہے کہ یوسفؑ کو میں خرید نہیں سکوں گی لیکن میرے دل میں ایک بات ہے وہ کہنے لگا کونسی بات؟ کہنے لگی کل قیامت کے دن جب اللہ رب العزت کہیں گے کہ میرے یوسفؑ کو خریدنے والے کہاں ہیں تو میں بھی یوسفؑ کے خریداروں میں شامل ہوسکوں گی۔ اسی طرح میرے دوستو! جب اللہ جل شانہ کے سامنے ہمارے سلف

صالحین اپنی زندگی کی اتنی اتنی عبادتیں پیش کریں گے تو ہم زندگی کا ایک مہینہ ہی پیش کر دیں کہ یا اللہ اور کچھ نہ کر سکے ایک مہینہ کوشش کی تھی۔ تو اسی کو قبول فرمالے۔

حضرت ابراہیمؑ سے پرندہ کی محبت۔

جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو اس آگ کے شعلے اتنے بلند تھے کہ وہ آگ چالیس دن تک جلتی رہی، کوئی آدمی قریب نہیں جا سکتا تھا۔ اس وقت ایک چھوٹا سا پرندہ چونچ میں پانی لے جا کر اس آگ کے اوپر ڈالتا تھا کسی دوسرے پرندے نے اس سے کہا کہ بھئی! تیرے اس پانی ڈالنے سے آگ تو نہیں بجھ سکے گی۔ کہنے لگا، یہ تو میں بھی جانتا ہوں آگ نہیں بجھ سکے گی۔ لیکن میں نے ابراہیم خلیل اللہؑ کی دوستی کا حق تو ادا کرنا ہے۔

نجات کی صورت:۔

میرے دوستو! جانتے تو ہم سب ہیں کہ ہمارے گناہ زیادہ ہیں کوششیں تھوڑی ہیں لیکن دامن پھیلانے والی بات ہے، ہم رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں مانگتے ہوئے گزار دیں۔ کسی دنیادار کا دروازہ کوئی آدمی ایک مہینہ کھٹکھٹاتا رہے تو وہ دنیادار بھی دروازہ کھول دیتا ہے ہم تو رب العالمین کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ جب ہم پورے خلوص کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے تو یقیناً اس کی رحمت جوش میں آئے گی اور ہمارے لئے مغفرت کا پیغام لائے گی۔ ہماری نجات کا دارومدار تو محبوب حقیقی کی ایک نگاہ بلکہ نیم نگاہ پر موقوف ہے۔ وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (فاطر:17) اللہ رب العزت ہمیں اپنی رحمت سے خصوصی حصہ نصیب فرمادے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ